۷۲

بہتر فرقے ہمیشہ جہنم میں

مُصنّف
مولانا رضوان احمد نوری شریفی

72

الجامعة البركاتيه

باسمہ تعالیٰ

بہتر فرقے ہمیشہ جہنم میں

مصنّف

الجامعۃ البرکاتیہ

پوسٹ گھوسی ضلع مئو (یو. پی.)

ناشر

آل انڈیا بزم گلزارِ ملّت ناگ پور

نام کتاب : بہتر فرقے ہمیشہ جہنم میں

مصنف : مولانا رضوان احمد صاحب نوری شریفی
شیخ الادب دارالعلوم اہلسنت شمس العلوم
وبانی الجامعۃ البرکاتیہ پوسٹ گھوسی ضلع مئو۔(یوپی)

کمپوزنگ : محمد بلال اشرف قادری گھوسی

تعداد : گیارہ سو

سن طباعت : ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ/اکتوبر ۲۰۱۳ء

صفحات : ۱۱۲

قیمت :

ملنے کے پتے

کتب خانہ امجدیہ

۴۲۵ مٹیا محل جامع مسجد دہلی - ۶

تقریظ جلیل

قاضی القضاۃ تاج الشریعہ حضور مفتی محمد اختر رضا خان صاحب قادری ازہری
قائم مقام حضور مفتی اعظم، أفاض اللہ علینا من برکاتھما۔
صدر آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء وصدر مفتی مرکزی دارالافتاء بریلی شریف

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وآلہ وصحبہ الکرام أجمعین
ومن تبعھم بإحسان إلی یوم الدین۔

میں نے زیر نظر کتاب ''بہتر فرقے ہمیشہ جہنم میں'' کا پیش لفظ پڑھوا کر بغور سنا، اس سے پہلے اس مضمون کی کچھ قسطیں بھی سن چکا ہوں، بحمدہ تعالیٰ یہ رسالہ اہل سنت و جماعت کیلئے بہت مفید ہے خصوصاً اس کا پیش لفظ جس میں پوری کتاب کا اجمالی جائزہ لیا گیا سب سے پہلے پڑھنے کے قابل ہے۔ مجیب سلمہ القریب المجیب نے مذہب اہل سنت و جماعت کی خوب تائید کی اور حدیث افتراق امت کا صحیح مفہوم آیات واحادیث سے اور شراح حدیث کے اجماعی کلمات سے خوب آشکار کیا، اور اس خود ساختہ تحقیق جس کے اندر صلح کلیت کو چھپانے کی کوشش کی گئی اور بزور زبان اسی کو مفہوم حدیث ٹھہرانا چاہا اس کا پردہ فاش کیا۔ اس خود ساختہ تحقیق کی حمایت پر مضمون نگاری ونشر واشاعت کے ذریعہ سے جو لوگ کمر بستہ ہوئے وہ بھی بے نقاب ہوئے، عوام اہل سنت اس پیش لفظ کو بار بار پڑھیں اور جو افراد صلح کلیت کی حمایت پر کمر بستہ ہیں اور اس کے لیے وہ جو وسائل اختیار کر رہے ہیں ان سے ہوشیار رہیں اور مسلک اہل سنت جس کا دوسرا نام اس دور میں مسلک اعلیٰ حضرت ہے پر قائم رہیں اور اپنی شناخت برقرار رکھیں۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر دے اور اس کتاب کو قبول عام بخشے "ویرحم اللہ عبدا قال آمینا"۔ قال بفمہ وأمر برقمہ۔

محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ القوی
۲۵ر جمادی الأولی ۱۴۳۴ھ مطابق ۸ر اپریل ۲۰۱۳ء

پیش لفظ

زیر نظر کتاب میرے ان قسط وار مضامین کا مجموعہ ہے جو مختلف رسالوں میں شائع ہوئے یہ مضامین، ڈاکٹر اُسید الحق ازہری بدایونی کی کتاب ''حدیث افتراق امت، تحقیقی مطالعہ کی روشنی میں،، کے رد میں لکھے گئے ہیں اس لئے کہ انھوں نے کتاب مذکور میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حدیث شریف میں جن بہتر فرقوں کے جہنم میں داخل ہونے کا ذکر ہے وہ فرقے جہنم میں ہمیشہ نہیں رہیں گے بلکہ دیر سویر اس سے نکال دئے جائیں گے۔ ان کا یہ نظریہ علمائے اہل سنت کے نظریہ کے خلاف ہے اس سے صلح کلیت کو تقویت مل رہی تھی اس لئے ضروری ہوا کہ لوگوں کے سامنے علمائے اہل سنت کے نظریہ کو پوری دیانتداری کے ساتھ پیش کر کے صلح کلیت کے سیلاب پر بند باندھا جائے، اس لئے خالصاً لوجہ اللہ میں نے سب سے پہلے حدیث شریف کی تشریح کی اور ان اسباب ووجوہ کا بھی ذکر کیا ہے جن کی وجہ سے بدایونی صاحب کو غلط فہمی ہوئی اور ان کے پیش کردہ دلائل کا اطمینان بخش انداز میں جائزہ بھی لیا ہے اگر تعصب کی عینک اتار کر غیر جانبدار ہو کر ان قسطوں کا مطالعہ کیا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے پیش کردہ نظریہ کی صحت میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہوگی۔

پہلی قسط میں کلمات حدیث سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ بہتر فرقے ہمیشہ جہنم میں رہیں گے جس کی تائید میں قرآنی آیات اور احادیث کریمہ کو پیش کیا گیا ہے۔

دوسری قسط میں اپنے پیش کردہ نظریہ کی تائید میں شارحین حدیث کے اقوال پیش کئے ہیں اور کفر لزومی والتزامی کی تشریح کرتے ہوئے ان دلائل کا جائزہ لیا گیا ہے جو بدایونی صاحب نے پیش کئے ہیں۔

تیسری قسط میں بدایونی صاحب نے ملا جلال الدین محقق دوانی اور دیگر علمائے

ذوی الاحترام کے جو اقوال پیش کئے ہیں ان کا جائزہ لیا گیا ہے بالخصوص ان فرقوں کو افتراق کے باوجود امت اجابت ہی میں شمار کرنے کو ''دخول فی النار'' کی دلیل بنانے اور اس کی تائید میں امام بیہقی، امام ابو سلیمان خطابی، اور مولانا انوار اللہ فاروقی رحمھم اللہ تعالیٰ کے پیش کردہ اقوال کا جائزہ لیتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ امت اجابت میں سے اگر کوئی کفر کا مرتکب ہوتا ہے تو امت اجابت سے خارج ہو کر امت دعوت میں داخل ہو جاتا ہے اس کی تائید میں قرآنی آیت، احادیث کریمہ اور اقوال فقہا کو پیش کیا گیا ہے۔

چوتھی قسط ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر مصباحی صاحب کے اعتراض کا جواب ہے، موصوف نے ہماری پہلی قسط پر اعتراض کرتے ہوئے حدیث شریف کی تشریح کو غلط قرار دیا، ان کے اعتراض سے ماہنامہ ''کنز الایمان'' کے قارئین کو جو غلط فہمی ہوئی اس کے ازالہ کے لئے اور خود ڈاکٹر صاحب موصوف کی غلط فہمی کے ازالہ کے لئے ''فل اسکیپ آٹھ صفحات پر مشتمل دلائل وبراہین سے مدلل ومبرھن جواب بڑی عجلت میں قلمبند کر کے ماہنامہ ''کنز الایمان'' کو بھیجا تاکہ قارئین کی غلط فہمی جلد دور ہو جائے مگر ہزار کوشش کے باوجود ''کنز الایمان'' میں میرا جواب شائع نہیں کیا گیا۔ جواب شائع نہ کرنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف کا مبلغ علم لوگوں پر ظاہر ہو جاتا اس لئے منصوبہ اور پوری پلاننگ کے تحت میرے جواب کی اشاعت پر پابندی لگا دی گئی اور بہانہ یہ بنایا گیا کہ بات بہت طول پکڑ رہی ہے، لہٰذا اعتراض وجواب دونوں کو حضرت بحر العلوم مفتی عبد المنان صاحب قبلہ اور حضرت مفتی نظام الدین صاحب کے پاس محاکمہ کے لئے بھیجا جائے گا جو محاکمہ آئے گا اسے شائع کر دیا جائے گا، اس پر میں نے کہا کہ پہلے میرا جواب شائع ہونا چاہئے تاکہ قارئین کو محاکمہ آسانی سے سمجھ میں آئے، صرف اعتراض پڑھ کر محاکمہ کو کما حقہ نہیں سمجھا جا سکتا مگر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔

قرمطیہ، یہ تمام فرقے فرقہ باطنیہ کی شاخیں ہیں یہ سب اصول وعقائد میں متفق ہیں مگر بعض فروع میں مختلف، فرقہ باطنیہ کا اصل اعتقاد یہ ہے کہ احکام کے باطن پر عمل کرنا فرض ہے نہ ظاہر پر، اسی لئے اس کو باطنیہ کہتے ہیں البتہ ان میں سے فرقہ مقنعیہ کو ان سے پورا پورا اختلاف ہے کیوں وہ مقنع کی الوہیت کو مان بیٹھا" ص (۱۴)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کسی فرقہ کے بنیادی عقیدہ میں جب دوسرے فرقے متفق ہوتے ہیں تو وہ بھی اسی پہلے فرقہ میں شامل ہوتے ہیں اگر چہ دوسرے فرقے فروع میں مختلف ہوتے ہیں اور اگر اختلاف اصل میں ہوتا ہے تو اس کا شمار اس میں نہیں ہوتا بلکہ وہ الگ سے ایک مستقل فرقہ ہو جاتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ خود ہی ص (۲۶) فرماتے ہیں: "تو گویا اسماعیلی فرقوں میں باطنیہ، قرامطہ سبعیہ، حمیریہ، ملحد ہیں"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور محدث دہلوی قدس سرہٗ نے باطنیہ، اور قرامطہ کو اصولی فرقہ قرار دیا ہے جن میں شمطیہ، میمونیہ، خلفیہ، برقعیہ، اور جنابیہ پانچوں فرقے شامل ہیں، اگر ایسا نہ ہوتا تو اسماعیلی فرقوں میں سے صرف مذکورہ چار فرقوں کا نام نہ لیتے بلکہ ان پانچوں فرقوں کا بھی ذکر کرتے اس لئے کہ یہ پانچوں فرقے بھی کافر وملحد ہیں۔

حضور محدث علیہ الرحمۃ والرضوان نے جس طرح اسماعیلی فرقوں میں سے چند فرقوں کو اصولی فرقہ قرار دیا ہے اسی کی روشنی میں جتنے فرقے کافر ومرتد ہیں ان میں سے اصولی فرقوں کو متعین کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً وہابیہ نجدیہ کو اصولی فرقہ قرار دیا جاسکتا ہے اس لئے کہ ہندوستان وغیرہ میں موجودہ دیوبندی اور وہابی کے جتنے فرقے ہیں وہ سب اصل عقیدہ (شان الوہیت اور شان رسالت میں گستاخانہ عقائد) میں وہابیہ نجدیہ سے متفق ہیں۔ اس طرح اگر کافر ومرتد فرقوں کا جائزہ لیا جائے تو ان کی تعداد بہتر (۷۲) سے کم ہو جائے گی لیکن یہ تعداد قیامت تک ضرور پوری ہوگی۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ مطلق فرقے مراد ہونے کی صورت میں اگر چہ ان کی

تعداد زیادہ ہو جاتی ہے لیکن حدیث شریف میں جو تعداد مذکور ہے وہ پوری ہو گئی اس لئے زیادہ ہونے کی صورت میں اعتراض نہیں کیا جاسکتا، اس سلسلہ میں امام فخر الدین رازی اور حضرت شیخ محقق دہلوی علیہما الرحمۃ الرضوان نے یہی ارشاد فرمایا ہے، یعنی تہتر "۷۳" سے کم نہیں ہو سکتے ہیں زیادہ ہو سکتے ہیں اور زیادہ ہونے کی صورت میں حدیث شریف پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

فرقوں کو کافر ومرتد قرار دینے میں حتی الامکان حزم واحتیاط سے کام لیا گیا ہے پھر بھی ان کی تعداد کو حرف آخر نہیں سمجھا جاسکتا ہے کہ کسی کی تحقیق سے اس تعداد میں کمی بیشی ہو جائے بہر حال جو فرقے کافر ومرتد ہیں ان کے کفریات پر مطلع ہونے کے بعد ان کو کافر جاننا ضروری ہے اگر کوئی کافر نہ مانے تو وہ خود کافر ہو جائے گا اس لئے کہ اس نے کفر کو ایمان واسلام سمجھا اس لئے کہ کفر کو کفر جانتا تو کافر ضرور کہتا اسی لئے ہمارے علما صریح کافر ومرتد کے بارے میں فرماتے ہیں "من شك في كفره وعذابه فقد كفر" (جس نے اس کے کفر وعذاب میں شک کیا وہ کافر ہو گیا) لہٰذا ایمان بچانا انتہائی ضروری ہے کیونکہ یہی مدار نجات ہے اسی پر اخروی انعامات موقوف ہیں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل میں ہم تمام سنیوں کے ایمان کی حفاظت فرمائے اور مذہب اہلسنت وجماعت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت پر ثابت قدم رکھے۔ آمین بجاہ حبیبک الکریم وعلیٰ لہٖ واصحابہ واھل بیتہ اجمعین۔

رضوان احمد نوری شریفی

خادم الجامعۃ البرکاتیہ برکات نگر، پوسٹ گھوسی ضلع مئو یوپی۔

۱۱ ربیع الآخر ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۲ فروری ۲۰۱۳ء، بروز جمعہ

موبائل نمبر: 54587193890

بہتّر فرقے ہمیشہ جہنم میں

(پہلی قسط)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

ماہنامہ "کنز الایمان" کے شمارہ جون ۲۰۱۱ء میں موضوع روایتوں سے متعلق اپنی آخری قسط میں، میں نے وعدہ کیا تھا کہ افتراق امت کے سلسلہ میں ڈاکٹر اسید الحق صاحب بدایونی نے جمہور علمائے اہل سنت کے نظریہ کے خلاف نظریہ پیش کیا ہے، لہٰذا اس سلسلہ میں بھی میرا قسط وار مضمون انشاء اللہ تعالیٰ شائع ہوگا، ایفائے وعدہ کے لیے پہلی قسط قارئین کی خدمت میں حاضر کی جارہی ہے۔

مولانا موصوف نے حدیث افتراق امت کو پیش کرنے کے بعد یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ تہتر فرقوں میں سے بہتر فرقے جہنم میں جائیں گے مگر وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیں گے، دیر یا سویر انھیں جہنم سے نکال دیا جائے گا اور اپنے اس نظریہ کی تائید میں شارحین، محدثین اور بزرگان دین کے اقوال پیش کیے ہیں، مگر ان کے نظریہ کی تائید نہ تو حدیث شریف کے کلمات سے ہورہی ہے اور نہ ہی شارحین و محدثین وغیرہ کے اقوال سے۔

انشاء اللہ تعالیٰ سب سے پہلے ہم کلمات حدیث سے یہ ثابت کریں گے کہ ایک فرقہ ناجیہ کے علاوہ باقی بہتر فرقے ہمیشہ جہنم میں رہیں گے جس کی تائید میں احادیث کریمہ پیش کرتے ہوئے شارحین اور بزرگان دین کے اقوال سے بھی اپنے نظریہ کو ثابت کریں گے اور پھر ڈاکٹر موصوف اور ان کے ہم خیال لوگوں کو یہ غلط فہمی کیوں ہوئی

؟اس کو بتاتے ہوئے ان کے دلائل کا جائزہ بھی لیں گے، اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ان بہتر باطل فرقوں کے عقائد فاسدہ کو بھی بیان کیا جائے گا جن کی وجہ سے وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

حدیث مع سند یہ ہے

حدثنا محمود بن غیلان نا أبو داؤد الحفری عن سفیان عن عبد الرحمن بن زیاد بن أنعم الافریقی عن عبد اللہ بن یزید عن عبد اللہ بن عمر قال قال رَسُوۡلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَیَأۡتِیَنَّ عَلٰی أُمَّتِیۡ مَا أَتٰی عَلٰی بَنِیۡ اِسۡرَائِیۡلَ حذوَالنَّعۡلِ بِالنَّعۡلِ حَتّٰی اِنۡ کَانَ مِنۡہُمۡ مَنۡ أَتٰی أُمَّہٗ عَلَانِیَۃً لَکَانَ فِیۡ أُمَّتِیۡ مَنۡ یَّصۡنَعُ ذٰلِکَ وَاِنَّ بنی اِسۡرَائِیۡلَ تَفَرَّقَتۡ عَلٰی ثِنۡتَیۡنِ وَّسَبۡعِیۡنَ مِلَّۃً وَتَفۡتَرِقُ أُمَّتِیۡ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّسَبۡعِیۡنَ مِلَّۃً کُلُّہُمۡ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً قَالُوۡا مَنۡ ہِیَ یَا رَسُوۡلَ اللہِ قَالَ مَا أَنَا عَلَیۡہِ وَ أَصۡحَابِیۡ۔

(جامع الترمذی ج۲ ص۸۸ و۸۹)

یہی حدیث شریف بعینہ انھیں الفاظ وکلمات کے ساتھ مشکوٰۃ المصابیح کے "باب الاعتصام بالکتاب و السنۃ" میں مذکور ہے صرف فرق یہ ہے کہ ترمذی شریف میں "ما اتی" ہے اور مشکوٰۃ المصابیح میں "کما اتی" مگر دونوں سے مراد ایک ہی ہے۔

لَیأتین علی أمتی کما اتی علی بنی اسرائیل میں لیاتین کا فاعل مقدر ہے اور وہ لفظ زمان ہے یا لفظ مخالفۃ ہے اور لیاتین فعل کا صلہ علی ہے اور علی کا اصل معنی استعلاء ہے اور استعلاء کہتے ہیں ایک چیز کا دوسری چیز پر بلند ہونے یا غالب ہونے کو یعنی یہ بتانے کے لیے لایا جاتا ہے کہ علی کے مدخول پر کوئی چیز بلند یا غالب ہے

خواہ یہ غلبہ و بلندی حقیقی ہو یا مجازی، اس لیے ''علی'' جہاں بھی استعمال ہوتا ہے وہاں استعلاء کا معنی کسی نہ کسی حیثیت سے پایا جاتا ہے، اسی لیے ''علی'' ضرر اور نقصان کے لیے آتا ہے کیونکہ جو نقصان دہ چیز ہوتی ہے اس کو بھی ایک طرح سے اس چیز پر غلبہ ہوتا ہے جس کو نقصان پہنچتا ہے، حدیث شریف میں بھی علی استعلاء اور نقصان ہی کے معنی کے لیے استعمال ہوا ہے کیونکہ جب اتی، یاتی کا صلہ علی آتا ہے تو کام تمام کرنے اور ہلاک و برباد کرنے معنی میں ہوتا ہے، چنانچہ لسان العرب'' میں ہے "اتی علیه الدهر: أهلکه (زمانہ نے اس کو ہلاک کیا) اور "أُتی علی ید فلان إذا هلك له مال" (یعنی لہٰذا اُتی علی ید فلان اس وقت کہتے ہیں جب فلاں کا مال ہلاک ہو جائے۔ چنانچہ ملا علی قاری قدس سرہ اس حدیث شریف کی شرح فرماتے ہوئے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں "الإتیان المجیٔ بسهولة عدی بعلی لمعنی الغلبة المؤ دیة إلی الهلاك و منه قوله تعالیٰ ما تذر من شئ أتت علیه (یعنی اتیان کے معنی آسانی کے ساتھ آنے کے ہیں اور اتیان کا صلہ علی اس لیے لایا گیا تاکہ ہلاکت خیز غلبہ بتائے اور اسی معنی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ما تذر من أتت علیه ہے۔

پھر ایک سطر کے بعد ارشاد فرماتے ہیں "فاعل لیأتین مقدر یدل علیه سیاق الکلام و الکاف منصوب عند الجمهور علی المصدر آی لیأتین علی أمتی زمان إتیانا مثل الإتیان علی بنی اسرائیل او لیأتین علی أمتی مخالفة لما أنا علیه مثل المخالفة التی أتت علی بنی إسرائیل حتی أهلکتهم" (یعنی لیأتین کا فاعل (زمان یا مخالفۃ) مقدر ہے جس پر سیاق کلام دلالت کرتا ہے اور کما) کا کاف مصدر کی بنیاد پر منصوب ہے اور مطلب یہ ہے کہ میری امت پر ضرور ایسا ہی (مہلک) زمانہ آئے گا جیسا بنی اسرائیل پر (مہلک) زمانہ آیا یا یہ مطلب ہے کہ میری امت پر میری مخالفت ضرور غالب اور مسلط ہوگی جس طرح بنی اسرائیل پر (نبی) کی مخالفت غالب اور مسلط ہوئی یہاں تک کہ ان کو ہلاک کر دیا)

اور ظاہر ہے کہ نبی کی مخالفت سے ایمان رخصت ہو جاتا ہے اور جس کا ایمان رخصت ہو جائے وہ یقیناً ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور جو اس طور پر ہلاک ہوتا ہے اس کو جہنم میں ہمیشہ رہنا ہے چنانچہ بنی اسرائیل کی ہلاکت ایسی ہی ہے اس لیے وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

اور "کما اتی" میں 'ک' مثل کے معنی میں اور ''ما اتی'' مصدر کے معنی میں ہے کیونکہ ما مصدر یہ ہے اور اس سے مماثلت بتانی مقصود ہے لیکن صرف ''ما اتی یا کما اتی'' سے کسی کو وہم ہو سکتا تھا کہ کچھ باتوں میں امت، بنی اسرائیل کے موافق و مطابق ہوگی ہر حیثیت سے مطابقت اور یکسانیت نہیں ہوگی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حذو النعل بالنعل فرما کر اس کا سد باب کر دیا، حذو النعل بالنعل ایک مثل ہے جس کا استعمال وہاں ہوتا ہے جہاں دو چیزیں ایک دوسری کے بالکل موافق ہوتی ہیں اور دونوں کے اندر غایت درجہ کی موافقت و مطابقت ہوتی ہے چنانچہ علامہ شیخ محقق دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس کی تشریح یوں کی ہے ''حذ و النعل بالنعل'' موافق و مطابق با یکدیگر و اصل این ترکیب آنست کہ چوں نعلین بدوزند طاقات آنہا را بر یکدیگر اندازہ کردہ ببرند تا برابر آیند و گویند حذوت النعل بالنعل وحذ بمعنی اندازہ کردن و بریدن نعل را و طابق النعل بالنعل نیز گویند پس از اں مثل شد در موافقت دو چیز بیکدیگر (یعنی دونوں ایک دوسرے کے بالکل موافق و مطابق ہوں گے اور حذو النعل بالنعل کی ترکیب کی اصل یہ ہے کہ موچی جب جوتا سیتے ہیں تو ایک تلہ کو دوسرے تلے سے ملا کر پورا اندازہ اور برابر کر کے سیتے ہیں، عرب کہتے ہیں حذوت النعل بالنعل میں نے دونوں پاؤں کے جوتے بالکل برابر تیار کیے پھر دو چیزوں کے آپس میں بالکل برابر اور مطابق ہونے پر یہ مثل اور محاورہ استعمال ہونے لگا)

اور علامہ قاری علیہ الرحمۃ والرضوان اس کے بارے میں فرماتے ہیں "حذ و النعل استعارة فی التساوی" (حذ و النعل تساوی کے لیے استعارہ ہے) پھر

ایک سطر کے بعد تحریر فرماتے ہیں "نصبه على المصدر أي يحذو نهم حذ وا مثل حذو االنعل بالنعل أي تلك المماثلة المذكورة في غاية المطابقة و الموافقة" (یعنی حذو النعل مصدر کی بنیاد پر منصوب ہے اور مطلب یہ ہے کہ میری امت بنو اسرائیل کی پورے طور پر پیروی کرے گی ان دونوں میں پورے طور پر یکسانیت اور برابری ہوگی جس طرح ایک جوتا دوسرے جوتے کے برابر ہوتا ہے یعنی جس مماثلت کا حدیث میں ذکر ہے وہ غایت درجہ کی مطابقت وموافقت میں مماثلت ہے)

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ امت ظاہر وباطن دونوں اعتبار سے بنو اسرائیل کے بالکل موافق ہوگی اور ان دونوں میں پوری پوری یکسانیت پائی جائے گی اور پوری یکسانیت اسی صورت میں ہوگی جب کہ دونوں کے اعمال وعقائد ایک دوسرے کے موافق ہوں چنانچہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں طرح کی یکسانیت کو بیان فرمایا ہے، ظاہری برابری اور یکسانیت کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں "حتى ان كان منهم من اتى أمه علانية لكان في امتي من يصنع" (یہاں تک کہ ان میں سے کسی نے اگر اپنی ماں سے اعلانیہ زنا کیا تو میری امت میں بھی وہ ہوگا جو ایسا کرے گا) یہ اعمال کی برابری کا ذکر ہے یعنی بدتر سے بدتر گناہ جو بنو اسرائیل میں پائے جاتے تھے یا پائے جائیں گے میری امت بھی اس کی مرتکب ہوگی

اس کے بعد باطنی برابری اور یکسانیت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا "و ان بني اسرائيل تفرقت على ثنيتين و سبعين ملة و تفترق امتي على ثلاث و سبعين ملة كلهم في النار الا ملة واحدة" (اور بیشک بنو اسرائیل بہتر ملت (فرقے) میں بٹ گئے اور میری امت تہتر ملت (فرقوں) میں بٹ جائے گی سوائے ایک (اہل) ملت (فرقہ) کے سب جہنم میں جائیں گے) یہاں باطنی مطابقت اور یکسانیت اس طور پر ہے کہ بنو اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور ان سب کے عقائد وخیالات باطل تھے جن کی وجہ سے ان کے دلوں سے ایمان رخصت ہوگیا اور

جہنم کے مستحق ہو گئے اس میں ہمیشہ رہیں گے جس کا ذکر قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں ہے ان میں سے چند آیتیں پیش کی جا رہی ہیں۔

پہلے پارہ رکوع ۸ میں ہے "وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ. بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْئَتُهٗ فَاُولٰئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ" (اور بولے ہمیں تو آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے دن تم فرما دو کیا خدا سے تم نے عہد لے رکھا ہے جب تو اللہ ہرگز اپنا عہد خلاف نہ کرے گا یا خدا پر وہ بات کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں، ہاں کیوں نہیں جو گناہ کمائے اور اس کی خطا اسے گھیر لے وہ دوزخ والوں میں ہے انھیں ہمیشہ اس میں رہنا ہے)

اور تیسویں پارہ رکوع ۲۳ میں ہے "اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اُولٰئِكَ شَرُّ الْبَرِيَّةِ" (بیشک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں۔)

ان آیتوں سے معلوم ہوگیا کہ بنو اسرائیل کے بہتر فرقے ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تہتر فرقوں میں بٹے گی مگر ان میں بھی بہتر ہی فرقوں کے عقائد وخیالات باطل ہوں گے، ان کے بھی دلوں سے ایمان رخصت ہو جائے گا جس کی وجہ سے وہ بھی ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، اس طرح بنو اسرئیل اور امت محمد کے بہتر فرقوں کے درمیان پوری پوری موافقت اور یکسانیت ہوگی۔

اگر یہ کہا جائے کہ امت محمدیہ کے بہتر فرقے وقتی طور پر جہنم میں داخل ہوں گے ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیں گے تو بنو اسرائیل اور امت کے درمیان غایت درجہ کی مطابقت وموافقت متحقق نہیں ہوگی اس لیے کہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ صرف بنو اسرائیل کے عقائد وخیالات منافی ایمان ہوں جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں

گے اور امت کے بہتر فرقوں کے عقائد وخیالات منافی ایمان نہ ہوں گے صرف بدعت
مفسقہ کی وجہ سے جہنم میں مطابقت ہوگی، اس لیے کہ بنو اسرائیل ہمیشہ کے لیے جہنم
میں جائیں گے اور امت کے بہتر فرقے عارضی طور پر داخل ہوں گے لہٰذا اعمال میں تو
مطابقت اور یکسانیت پائی جائے گی مگر عقائد میں موافقت نہ ہوگی جو سراسر حذو النعل
بالنعل کے مقتضا کے خلاف اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کے خلاف ہے اس
لیے کہ "و ان بنی اسرائیل" میں واو حرف عطف ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حذو
النعل بالنعل کا تعلق اعمال سے بھی ہے اور عقائد سے بھی ہے اور جب اعمال وعقائد
دونوں میں یکسانیت پورے طور پر پائی جائے گی تو امت کے بہتر فرقے بھی دوزخ
میں ہمیشہ رہیں گے، اس پر حضور صلی اللہ علی وسلم کا ارشاد کلھم فی النار الا واحدۃ
ایسی روشن دلیل ہے جس کو رد نہیں کیا جا سکتا، یہ ارشاد گرامی دلیل کیسے ہے؟ اس کو سمجھنے
کے لیے ضروری ہے کہ پہلے مستثنیٰ کو سمجھا جائے کہ مستثنیٰ کیا چیز ہے اور اس کا استعمال
کیوں اور کب ہوتا ہے؟۔

مستثنیٰ، اس اسم کو کہتے ہیں جو الا اور اس کے اخوات (امثال) لفظِ غیر وغیرہ
کے بعد مذکور ہوتا ہے، الا سے پہلے والے لفظ کو مستثنیٰ منہ اور اس کے بعد والے لفظ کو
مستثنیٰ کہتے ہیں اور اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بتایا جائے کہ جو حکم مستثنیٰ منہ کی طرف
منسوب ہے وہ مستثنیٰ کی طرف منسوب نہیں ہے، مستثنیٰ کی دو قسم ہے متصل اور منقطع
یہاں مستثنیٰ متصل ہے اور مستثنیٰ متصل اس اسم کو کہتے ہیں جس کو الّا اور اس کے امثال
کے ذریعہ متعدد سے باعتبار حکم خارج کیا گیا ہو، جیسے جاء نی القوم اِلّا زیداً
(میرے پاس قوم آئی مگر زید نہیں آیا) دیکھئے یہاں قوم متعدد ہے اس لیے کہ قوم
میں متعدد افراد ہوتے ہیں اور زید قوم میں داخل اور اس کا ایک فرد ہے مگر مجیٔ (آنے)
کے حکم میں داخل نہیں بلکہ اس کو آنے کے حکم سے خارج کر دیا گیا ہے، جس سے معلوم
ہوا کہ مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ کے حکم میں داخل نہیں ہوتا۔

اب حدیث شریف کے ٹکڑے کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ میں غور
کیجئے، ملۃ واحدۃ، کلھم میں داخل ہے اور اس کا ایک فرد ہے مگر فی النار کے حکم سے
خارج کر دیا گیا ہے، یہاں خلود فی النار مراد نہ ہو تو ملۃ واحدۃ کو خارج کرنا درست
نہیں ہوگا اس لیے کہ فرقہ ناجیہ کے گنہگار بھی بداعمالیوں کی وجہ سے جہنم میں جائیں
گے پھر نکال دیے جائیں گے، لہٰذا ضروری ہے کہ کلھم فی النار کا معنیٰ یہ ہو کہ وہ
ہمیشہ جہنم میں رہیں گے ورنہ استثنا درست نہیں ہوگا، لہٰذا حدیث شریف کے الفاظ سے یہ
ثابت ہوگیا کہ امت کے بہتر فرقے بھی بنو اسرائیل کے بہتر فرقوں کی طرح جہنم میں ہمیشہ
رہیں گے۔

اس کی تائید دوسری حدیثوں سے بھی ہو رہی ہے بعض سے اجمالاً اور کنایۃً اور
بعض سے صراحۃً تائید ہو رہی ہے جس حدیث سے اجمالاً ہمارے نظریہ کی تائید ہو رہی
ہے وہ احمد اور ابوداؤد کی روایت میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان الفاظ
میں مروی ہے "ثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِی النَّارِ وَ وَاحِدَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ وَھِیَ الْجَمَاعَۃُ
وَاِنَّہٗ سَیَخْرُجُ فِیْ اُمَّتِیْ اَقْوَامٌ تَتَجَارٰی بِھِمْ تِلْکَ الْاَھْوَاءُ کَمَا یَتَجَارٰی
الْکَلْبُ بِصَاحِبِہٖ لَا یَبْقٰی مِنْہُ عِرْقٌ وَلَا مَفْصِلٌ اِلَّا دَخَلَہٗ" اس حدیث کو
صاحب مشکوٰۃ المصابیح نے افتراق امت کی حدیث سے متصلاً ذکر کیا ہے اور سنن ابی
داؤد میں بھی یہ حدیث افتراق امت والی حدیث کے ساتھ مذکور ہے مگر تھوڑا فرق
ہے، مشکوٰۃ میں تجاری اور یتجاری الکلب بصاحبہ ہے اور سنن میں تجاری اور یتجاری
الکلب لصاحبہ اور بصاحبہ دونوں ہے، حدیث شریف کا معنیٰ یہ ہے (بہتر فرقے جہنم
میں جائیں ے اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا وہ جماعت (اہل سنت و جماعت)
ہے اور بیشک میری امت سے ایسی قومیں نکلیں گی جن میں خواہشات نفسانی (بدعتیں
اور برے عقیدے) اس طرح سرایت کر جائیں گی جس طرح پاگل کتے کا زہر کاٹے
ہوئے شخص کی رگ و ریشہ میں اس طرح سرایت کر جاتا ہے کہ کوئی رگ اور جوڑ باقی

نہیں رہتا)

اس حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواہشات نفسانی (بدعتوں میں ڈوبی ہوئی قوموں کو، پاگل کتے کے کاٹے ہوئے شخص سے تشبیہ دی ہے جس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ ان قوموں کی تمام رگوں، ریشوں اور جوڑوں میں بدعتیں اور برے عقیدے سرایت کر جائیں گے اور جن قوموں کی یہ پوزیشن ہوگی ان کا ایمان محفوظ نہیں رہ سکتا اس لیے کہ جس کا ایمان محفوظ ہوگا اس کی یہ پوزیشن نہیں ہوسکتی کیونکہ ایمان جو اعظم طاعت ہے اس کے ساتھ ہوگا، اور جب قوموں کا حال یہ ہوگا تو علم دین سے بھاگیں گی، حق بات کو قبول نہیں کرسکتیں، علم سے محروم ہوکر کفر وجہل کی وادیوں میں بھٹکتی ہوئی مر جائیں گی اور ان قوموں کی صحبت میں رہنے والا بھی انھیں جیسا ہو جائے گا جس طرح سگ گزیدہ پانی سے بھاگتا ہے، پانی پی نہیں سکتا، پانی سے محروم رہ کر پیاسا مر جاتا ہے اور جس کو کاٹ لیتا ہے اسے بھی اپنے جیسا بنا دیتا ہے۔

چنانچہ شیخ محقق دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''وتشبیہ اہل اہوا بصاحب ایں علت بجہت آنست کہ برصاحبش مستولی گردد و اعراض ردیہ از وے متولد شود وضرر آں از وے بدیگرے تجاوز کند چنانکہ علت بدعت وہوی در اہل اہوا چنانکہ صاحب علت کلب از آب بگریزد وتتواند آنرا خوردو تشنہ بمیرد ہمچنیں اہل اہوا از علم دین بگریزند ونتوانند از اں مستفیذ شوند ومحروم از اں بمیرند ودر بادیۂ جہل و بادیۂ بدعت جان دہند نسأل اللہ العافیۃ'' (اور اہل بدعت کو اس بیماری والے (سگ گزیدہ) سے تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ اس موذی مرض کا اثر سگ گزیدہ کے پورے بدن میں ہوتا ہے اور اس سے کئی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جن کا ضرر و نقصان دوسرے تک پہنچ جاتا ہے جس طرح بدعت کی بیماری اہل بدعت میں سرایت کر جاتی ہے اور جس طرح باولے پن کی بیماری والا (سگ گزیدہ) پانی سے بھاگتا ہے، پانی پی نہیں سکتا اور پیاسا مر جاتا ہے اسی طرح اہل بدعت علم دین سے بھاگتے

ہیں اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے اور اس سے محروم ہوکر جہل کی وادی اور بدعت کے گڈھے میں جان دے دیتے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں)

چنانچہ آج جتنے باطل فرقے ہیں سب کا حال یہی ہے مذکورہ تمام صفتیں ان کے اندر بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔

اور اہل سنت وجماعت کے نظریہ کی صراحۃً تائید مندرجہ ذیل حدیثوں سے ہو رہی ہے گویا مندرجہ ذیل حدیثیں مذکورہ حدیث کی تفسیر ہیں امام احمد نے مسند میں، طبرانی نے کبیر میں، حاکم نے مستدرک میں، ابونعیم نے حلیہ میں، حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابوداؤد طیالسی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان الفاظ میں کی ہے "یَخْرُجُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ قَوْمٌ" یا "یَخْرُجُ نَاسٌ مِّنَ الْمَشْرِقِ یَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَهُمْ. كُلَّمَا قُطِعَ قَرْنٌ نَشَأَ قَرْنٌ حَتّٰى یَكُوْنَ آخِرُ هُمْ یَخْرُجُ مَعَ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ" (یعنی مشرق سے ایک قوم نکلے گی، یا مشرق سے کچھ لوگ نکلیں گے قرآن پڑھیں گے وہ انکے حلقوں سے آگے نہیں بڑھے گا جب جب ایک نسل ختم ہوگی دوسری نسل پیدا ہوگی یہاں تک کہ ان کا آخری شخص مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا۔ (کنزالعمال ۱۱/ ۱۸۰/ ۱۸۱)

کیا کوئی سوچ سکتا ہے کہ مسیح دجال کے ساتھ نکلنے والا شخص مومن ہوگا؟ ہرگز وہ مومن نہیں ہوگا اور جب وہ مومن نہی ہوگا تو وہ نسلیں اور فرقے جن میں کا وہ آخری شخص ہوگا کیسے مومن ہوسکتی ہیں، لہٰذا ثابت ہوا کہ وہ تمام نسلیں اور فرقے بے ایمان ہوں گے جس کی صراحت دوسری حدیثوں میں موجود ہے چنانچہ بخاری شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اِنَّهٗ یَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ یَتْلُوْنَ كِتَابَ اللهِ رَطْباً لَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ كَمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدٍ" اس (ذوالخویصرہ تمیمی) کی نسل سے ایک قوم

بہتّر فرقے ہمیشہ جہنم میں

(دوسری قسط)

شارحین حدیث کے اقوال:

حضرت شیخ محقق دہلوی قدس سرہٗ "وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّةً" کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں "وجدا میشوند امت من از آنہا کہ ایمان آوردہ اند وروئے بقبلہ دارند بر ہفتادو سہ مذہب درا صول عقائد" (یعنی اصول عقائد میں میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی" حضرت شیخ کی عبارت سے یہ واضح ہے کہ امت میں افتراق اصول عقائد میں مخالفت کی وجہ سے ہوگا۔ اصول عقائد کیا ہیں؟ تو اس سلسلے میں قرآن مجید، احادیث کریمہ اور کتب عقائد سے معلوم ہوتا ہے کہ توحید، رسالت اور مرنے کے بعد دوبارہ جلایا جانا اصول عقائد ہیں چنانچہ حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمہ "التفرقة بين الاسلام و الزندقة" میں فرماتے ہیں "أما القانون فهو أن تعلم النظر يات قسمان، قسم يتعلق بأصول العقائد و قسم يتعلق بالفروع و اصول الايمان ثلثة: الايمان بالله و رسوله وباليوم الآخر وما عداه فروع و اعلم انه لا تكفير فى الفروع اصلاء الا فى مسئلة واحدة وهى ان ينكر اصلاً دينياً علم من الرسول صلى الله عليه وسلم بالتواتر لكن فى بعضها تخطئة كما فى الفقهيات وفى بعضها تبديع كالخطاء بالامامة واحوال الصحابة" (رہا قانون تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ نظریات کی دو قسم ہے ایک قسم کا تعلق اصول

عقائد سے اور دوسری قسم کا تعلق فروع سے ہے اور اصول ایمان تین ہیں، اللہ پر ایمان لانا، اس کے رسول پر ایمان لانا اور قیامت کے دن پر ایمان لانا اور جو کچھ ان تین کے علاوہ ہیں وہ فروع ہیں اور جان لو کہ فروع میں سرے سے تکفیر ہی نہیں سوائے ایک مسئلہ کے اور وہ یہ ہے کہ کسی ایسے اصول دین کا انکار کرے جس کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ ہو، لیکن باقی فروعی مسائل میں سے بعض میں خطا کار کہا جائے گا جیسے مسائل فقہیہ میں اور بعض میں بدعتی جیسے مسئلہ امامت اور احوال صحابہ میں خطا۔

اصول عقائد میں اہل حق کی مخالفت کی ایک صورت یہ ہے کہ کوئی ان اصول میں سے کسی ایک یا دو یا تینوں پر ایمان نہ لائے اور دوسری صورت یہ ہے کہ ایمان تو لائے مگر کما حقہ ایمان نہ لائے ان دونوں صورت میں ایمان نہ لانے والا اسلام و ایمان سے قطعاً یقیناً اجماعاً خارج ہو جاتا ہے اور ایمان سے خارج ہونا کفر و ارتداد ہے اور کفر ایسا گناہ ہے جو معاف نہیں ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ" (پارہ ۵ رکوع ۴) اس آیت کریمہ میں شرک سے مراد مطلق کفر ہے چنانچہ جلالین شریف کے حاشیہ میں اسی آیت کے تحت ہے المراد بالشرك مطلق الكفر (شرک سے مراد مطلق کفر ہے) اسی لیے سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ترجمہ یہ کیا ہے (بیشک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے) معنی یہ ہیں کہ جو کفر پر مرے اس کی بخشش نہیں اس کے لیے ہمیشگی کا عذاب ہے اور جس نے کفر نہ کیا ہو وہ خواہ کتنا ہی گنہگار مرتکب کبائر ہو اور بے توبہ بھی مر جائے تو اس کے لیے خلود نہیں اس کی مغفرت اللہ کی مشیئت میں ہے چاہے معاف فرمائے یا اس کے گناہوں پر عذاب کرے پھر اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے۔ چنانچہ شیخ محقق دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کلهم فى النار کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں "ہمہ

ایشاں مستحق درآمدن دوزخ باشند بجہت سوء اعتقاد والا بجہت عمل شاید کہ فرقۂ ناجیہ نیز درآیند قول بآنکہ ذنوب فرقۂ ناجیہ مطلق مغفورست سخن بے دلیل ست" (یعنی بد عقیدگی کی وجہ سے سب جہنم میں جانے کے مستحق ہوں گے ورنہ بدعملی کی وجہ سے فرقۂ ناجیہ کے لوگ بھی جہنم میں جاسکتے ہیں اور یہ کہنا کہ فرقۂ ناجیہ کے گناہ مطلق بخش دیئے گئے ہیں یہ ایسی بات ہے جس کی کوئی دلیل نہیں) یہاں سوء اعتقاد سے مراد وہ بدعقیدگی ہے جو حد کفر کو پہنچی ہو اس لیے کہ اصول عقائد کی مخالفت یقینا کفر ہے اور کفر جہنم میں ہمیشہ رہنے کا سبب ہے اس کی تائید خود حضرت شیخ کے اخیر والے جملہ سے بھی ہوتی ہے اس لیے کہ اگر یہاں خلود فی النار مراد نہ ہو تو اِلّا مِلّۃ واحدۃ یقینا فرقۂ ناجیہ کے گناہ مطلقا بخش دیئے جانے کی دلیل ہوگی کیونکہ مستثنیٰ مستثنیٰ منہ کے حکم سے خارج ہوتا ہے جیسا کہ پہلی قسط میں بتایا جاچکا ہے

خلود فی النار کی صـــراحت

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ والرضوان "کلھم فی النار" کی تشریح فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں "لأنھم یتعرضون لما یدخلھم النار فکفارھم مرتکبون ما ھو سبب فی دخولھا المؤبدۃ علیھم ومبتدعتھم مستحقۃ لدخولھا إلّا أن یعفو اللہ عنھم" (اس لیے کہ وہ اس کے درپے ہوں گے جو انھیں جہنم میں داخل کرے گی تو ان میں کے کفار ایسے گناہ کے مرتکب ہوں گے جس کی وجہ سے ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور ان میں کے بدعتی جہنم میں داخل ہونے کے مستحق ہوں گے مگر یہ کہ اللہ انھیں معاف فرمادے تو (جہنم میں نہیں جائیں گے)

علامہ موصوف کی عبارت سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے یہ جانا جائے کہ بدعت دو طرح کی ہوتی ہے ایک بدعت وہ ہوتی ہے جس کے ارتکاب سے مومن کافر ہوجاتا ہے اور دوسری وہ بدعت ہوتی ہے جس کے ارتکاب سے مومن صرف گمراہ ہوتا

ہے کافر نہیں ہوتا۔ کون سے عقائد و اعمال بدعت مکفرہ ہوتے ہیں اور کون سے عقائد و اعمال مکفرہ نہیں بلکہ صرف ضلالت و گمراہی ہوتے ہیں اس کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے ایمان و کفر کو سمجھا جائے۔

حضرت علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور و معروف کتاب شرح عقائد نسفی جو عرصۂ دراز سے تمام مدارس اسلامیہ میں پڑھا جاتی ہے اس میں ایمان کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

"ان الإیمان فی الشرع ھو التصدیق بما جاء بہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من عند اللہ تعالیٰ أی تصدیق النبی بالقلب فی جمیع ما علم بالضرورۃ مجیئہ بہ من عند اللہ تعالیٰ إجمالاً" ص ۹۰

یعنی شریعت میں ایمان کہتے ہیں سچے دل سے ان تمام باتوں کی اجمالاً تصدیق کرنے کو جن کے بارے میں بدیہی طور پر معلوم ہے کہ سرکار دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے لائے ہیں۔

ابھی میں نے جو عبارت نقل کی ہے اس میں الضرورۃ کا لفظ آیا ہے اس کا مطلب سمجھنے کے بعد ہی آپ واضح طور پر ایمان کا مطلب سمجھیں گے، شرح عقائد نسفی کی مشہور و معروف شرح "النبراس" جو اپنے وقت کے محقق علامہ عبد العزیز فرہاری قدس سرہ کی تصنیف ہے اس میں الضرورۃ کا مطلب بتاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"قیل المراد بالضرورۃ ما یقابل الاستدلال فی الضروری کالمسموع من فم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) أو منقول عنہ بالتواتر کالقرآن و الصلوات الخمس و صوم رمضان و حرمۃ الخمر و الزنا و قیل أراد بالضرورۃ الاشتھار بین الخاصۃ و العامۃ ضروریا کان الحکم أو استدلالیا و اورد علیہ أنہ یلزم عدم التکفیر من ینکر الحکم القطعی غیر المشتھر بین العامۃ کحد القذف قد یجاب بتفسیر

ہے جیسا کہ کتب عقائد میں مذکور ہے۔

(۷۹) فرقۂ نیچریہ: اس فرقہ کی بنیاد سید احمد خاں بن محمد تقی نے رکھی ہے جسمیں فرشتوں، جنوں، جنت، دوزخ، نبوت اور معجزہ کا انکار کر بیٹھا اور ان چیزوں کے ثبوت میں وارد آیات قرآنیہ کی ایسی تاویل کی جس نے ان کو ان معانی سے خارج کر دیا جو دور صحابہ سے آج تک ملت اسلامیہ میں مشہور و معروف ہیں۔ اور زمانہ کی ہر چیز کو نیچر یعنی فطرت کی جانب پھیر دیا ہے لہٰذا یہ اور اس کے نظریات کے ماننے والے کافر و مرتد ہو گئے کیوں کہ مذکورہ چیزوں کا انکار قطعاً اور اجماعاً کفر ہے جیسا کہ شفاء شریف نمبر (۲۵) اور (۲۶) کی عبارت میں گزرا۔ اور "المنتقد" ص ۳۸۵) فتاویٰ رضویہ ج نمبر ۱۴/ ص ۱۲۳/ تا ۱۲۸/ اور شرح عقائد کی شرح ''نبراس'' ص ر ۳۳۷ و ۳۳۸ر پر مذکور ہے۔

(۸۰) اہل قرآن یا چکڑالوی: یہ نماز کے مشہور طریقہ کا انکار کرتے ہیں اور اس کو کفر کہتے ہیں، حدیث پر ایمان لانے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے کو عذاب الٰہی کا موجب بتاتے ہیں اور احادیث معتبرہ یا تاریخ یا تواتر سے ثابت شدہ حکم کو لغو قرار دیتے ہیں۔ اس لئے یہ اپنے کفری عقائد کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں جیسا کہ شفاء شریف نمبر ۱۲، اور ۱۷، کی عبارت میں گزرا، اور " المنتقد" ص (۳۸۵) اور فتاویٰ رضویہ ج (۱۴) میں بھی مذکور ہے۔

(۸۱) وہابیہ یا نجدیہ: یہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے ماننے والے ہیں، اس نجدی نے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین میں سے سوائے قرآن کے کچھ بھی قبول نہیں کیا اور اس کی تاویل اپنے مطلب کے مطابق کی۔ یہ اپنی مختلف عبارتوں کے ذریعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی تنقیص کرتا تھا۔ اس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو طارش (قاصد) کہا اور مانا اور اس کے علاوہ بھی بہت ساری گستاخیاں کی ہیں۔ اس فرقہ کے لوگ اللہ تعالیٰ کے لئے جسم ثابت کرتے ہیں لہٰذا یہ

سب کافر و مرتد ہیں، اس لئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص کرنا، ان کو طارش ماننا اور اللہ تعالیٰ کے لئے جسم ثابت کرنا قطعاً کفر ہے چنانچہ شفاء شریف میں گزرا۔ اور المنتقد ص ۲۵۰، ۱۸۵، ۱۸۶، اور فتاویٰ رضویہ ج ۱۴، میں اور شرح عقائد کی شرح ''نبراس'' کے ص ۱۱۷، و ۱۱۸ پر مذکور ہے۔

(۸۲) وہابیہ امثالیہ اور خواتیمیہ المعتقد میں جہاں حضرت مصنف قدس سرہٗ نے نجدیوں کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: تو کیا حال ہے ان نجدیوں کا جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبی کے امکان پر بلکہ ہمارے نبی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرے خاتم کے امکان پر مصر ہیں۔ وہیں پر اس عبارت کے بارے میں المستند المعتمد میں سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں ''مصنف قدس سرہٗ اس بدترین زمانے سے پہلے گزرے جو ان کے بعد آیا جسمیں سیلاب بلند پشتوں تک پہنچ گیا اور دجال ظاہر ہوئے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چھ نظیروں کے مدعی ہوئے (جو ان کے زعم میں) حضور کے خصائص کمالیہ میں مشہور ترین خصوصیت یعنی ختم نبوت میں زمین کے نچلے طبقوں میں حصہ دار ہیں۔ تو ان میں کچھ یہ کہتے ہیں کہ ان میں ہر ایک اپنی زمین کا خاتم ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس زمین کے خاتم ہیں، اور کوئی یہ کہتا ہے کہ وہ سب اپنی اپنی زمینوں کے خاتم ہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب خاتموں کے خاتم ہیں، ان کا سب سے بڑا بے خرد کافر تصریح کرتا ہے، یہ خواتم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مماثل اور ان کی تمام صفات کمالیہ میں حصہ دار ہیں اور دوسرے اس کا رد کرتے ہیں تا کہ اپنے آپ کو مسلمانوں میں گنوائیں''۔ (المنتقد مع المستند مترجم ص ۲۴۴) بحوالہ فتویٰ حضور مولانا عبد الرحمن سراج مکی قدس سرہٗ، تنبیہ الجہال، قول فصیح اور تحقیقات محمدیہ۔

سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ اسی المستند میں اس فرقے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''اور انہیں میں سے وہابیہ امثالیہ اور خواتیمیہ ہیں۔ اور ہم نے تم سے ان

کے اقوال اور احوال بیان کئے اور یہ لوگ پہلے ہوئے اور ظاہر ہوئے اور یہ لوگ مندر جہ ذیل فرقوں میں بٹ گئے۔

(۸۱) امیریہ: امیر حسن اور امیر احمد کہ دونوں سہسوانی ہیں ان کی طرف نسبت ہے۔

(۸۴) نذیریہ: جو نذیر حسین دہلوی کی طرف منسوب ہے (۸۵) قاسمیہ کہ قاسم نانوتوی کی طرف منسوب ہے، یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نئے نبی کے امکان کا قائل ہوا، اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا منکر ہوا، اور ایسا شخص یقینا اور قطعاً کافر ہے اس لئے کہ تتمہ اور اشباہ وغیرہ کتابوں میں فرمایا اگر کوئی شخص یہ نہ جانے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں تو وہ مسلم نہیں اس لئے کہ یہ امر ضروریات دین میں سے ہے۔

وہابیوں کے تمام فرقوں کے بارے میں سیدُنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں ''مختصر یہ کہ دجال آپس میں اسی طرح بٹے بعض نے بعض کو کافر کہا اور سب سات خواتم پر ایمان لانے میں مشترک ہیں یہی ان کی خو ہے، اور یہ لوگ اللہ و رسول سے بھا گے'' (المنتقد مع المستند مترجم ص (۲۴۵) یہ سب اپنے گڑھے ہوئے خواتم کو خچروں اور گدھوں کی جنس سے بتاتے ہیں، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علا وہ کسی کو خاتم ماننا اور نبوت کو خچروں اور گدھوں کی جنس سے ٹھہرانا شان نبوت کی توہین ہے، لہٰذا قاضی عیاض وغیرہ علما قدست اسرارہم نے ایسوں کے کفر کی تصریح کی ہے، لہٰذا وہابیہ کے تمام فرقے کافر و مرتد ہیں۔

(۸۶) وہابیہ کذابیہ: یہ رشید احمد گنگوہی کے پیرو ہیں اس نے تو پہلے بارگاہ صمدیہ پر اپنے شیخ طائفہ اسماعیل دہلوی علیہ ما علیہ کی پیروی میں امکان کذب کا بہتان باندھا اور پھر اللہ تعالیٰ کو کاذب بالفعل مانا (معاذ اللہ) اس لئے یہ قطعاً اور یقیناً کافر و مرتد ہیں جیسا کہ المعتقد وغیرہ میں گزرا۔

(۸۷) وہابیہ شیطانیہ: اس فرقے نے ابلیس کے علم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے وسیع تر بتا کر شان رسالت میں گستاخی کی۔ اور بارگاہ رسالت میں گستاخی کرنے والا یقینا وقطعاً اور اجماعاً کافر و مرتد ہو جاتا ہے چنانچہ عام کتب عقائد میں مذکور ہے۔

(۸۸) جھوٹے صوفیوں کا فرقہ: یہ اتحاد و حلول کے قائل ہیں اور عقل و ہوش کے باقی رہتے ہوئے عرفا کے ذمے سے شرعی احکام کے ساقط ہونے کے قائل ہیں۔ اتحاد و حلول اور مذکورہ صورت میں شرعی احکام کے ساقط ہونے کا عقیدہ یقینا، قطعاً اور اجماعاً کفر ہے جیسا کہ شفاء شریف نمبر ۱۹، کی عبارت میں گزرا۔ اور ''نبراس'' ص (۳۴۶) اور فتاوٰی رضویہ جلد (۱۴) میں مذکور ہے۔

(۸۹) فرقۂ نیازی: یہ فرقہ خانہ کعبہ کے بیت اللہ ہونے کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبر ہے اور نماز کا اپنے اوپر فرض ہونے کا انکار کرتا ہے، اور یہ دونوں عقیدے قطعی کفر ہیں جیسا کی شفا شریف نمبر ۲۰، کی عبارت میں گزرا لہٰذا یہ فرقہ کافر و مرتد ہے۔

(۹۰) رافضیہ: سیدُنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ گمراہ فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''اور انھیں میں رافضی ہیں جو ہمارے ملک میں اس زمانہ میں پائے جاتے ہیں، بیشک پرانے روافض میں بہت سے ضروریات دین میں چند اشیاء کا کھلم کھلا انکار کرتے۔ جب علمائے اہل سنت نے ان پر بڑی مصیبت قائم کی، اور ان رافضیوں کے بیچ کے لوگ آئے جیسے طوسی اور حلی اور ان کے ہم رتبہ، تو انھوں نے تغیر و تبدل کیا اور انکار کیا اور باتوں کو پھیرا، اور خود کو چھپایا، اور اگلوں کی باتوں سے تنزل کیا تو نام اسلام کے دائرے میں داخل ہوئے پھر اب جب کہ انکا زمانہ دراز ہوا، اپنے باپ دادا کے دین کی طرف پلٹ گئے، اور ان کے مجتہدین اور جاہلوں نے اور عورتوں نے قرآن عزیز کے ناقص ہونے کی تصریح کی اور کھل کر یہ کہا کہ صحابہ نے قرآن میں سے

کچھ آیات اور سورتیں حذف کر دیں اور صاف صاف حضرت علی کرم اللہ وجھہ کو اور ائمہ اطہار کو انبیاء سابقین سے افضل بتایا، صلوات اللہ تعالیٰ علیہم" اور دو کفر ایسے ہیں کہ ہرگز ان میں سے کسی کو اس زمانے میں خالی نہ پاؤ گے"

موجودہ رافضیوں میں مختلف گروہ اور فرقے ہیں مثلاً (۹۱) **بوھرے** (۹۲) **آغا خانی** (۹۳) **خوجه**، اور (۹۴) **بابی یه**، ان فرقوں کی تفصیل نہیں معلوم ہو سکی، حدوث الفتن سے صرف اتنا معلوم ہوا کہ بوہرہ اور آغا خانیہ، اسماعیلہ کی شاخیں ہیں اور شارح بخاری علیہ الرحمۃ نے مقالات شارح بخاری میں ان فرقوں کے بارے میں یہ بتایا کہ یہ اپنے عقائد کو اتنا خفیہ رکھتے ہیں کہ باوجود کوشش کے بھی کچھ معلوم نہ ہو سکا، لیکن سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے اس ارشاد "اور دو کفر ایسے ہیں کہ ہرگز ان میں سے کسی کو اس زمانے میں خالی نہ پاؤ گے" سے اگر یہ مراد ہے کہ جتنے گروہ ہیں ان کا بھی یہی عقیدہ ہے جب تو ان فرقوں کے کافر و مرتد ہونے بھی میں شبہ نہیں۔

مذکورہ فرقوں کی مجموعی تعداد چورانوے ۹۴ ہے اور حدیث شریف میں جہنمی فرقوں کی تعداد بہتر ۷۲ بیان کی گئی ہے لہٰذا دونوں تعداد میں مطابقت نہیں ہے یہ اعتراض کوئی کر سکتا ہے لہٰذا ہمارے اسلاف نے جو جواب دیا ہے اس کو مختصر یہاں بیان کرتا ہوں اس لیے کہ اس کے مقدمہ میں قدرے تفصیل سے اس پر روشنی ڈالی گئی ہے مذکورہ اعتراض کا پہلا جواب یہ ہے کہ فرقوں سے مراد اصولی فرقے ہیں اور اصولی فرقے ابھی بہتر سے کم ہوئے ہیں لیکن یہ تعداد قیامت تک ضرور پوری ہوگی۔

دوسرا جواب وہ ہے جو حضرت امام فخر الدین رازی اور حضرت شیخ محقق دہلوی علیہما الرحمۃ والرضوان نے دیا ہے کہ امت کے تہتر ۷۳؍ فرقے ہونگے اس سے کم نہیں ہونگے زیادہ ہو سکتے ہیں اور زیادہ ہونے کی صورت میں حدیث شریف پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

مصنف کی دیگر تصانیف

{ **صلات الافعال** } عربی زبان میں جتنے حروف صلہ کے طور پر استعمال ہوتے ہیں، ان کو استعمال کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں۔

{ **خاصیات الابواب** } اس کتاب میں ابواب کی خاصیات کو نئے انداز میں سمجھایا گیا ہے، اکثر مثالیں قرآن وحدیث اور کلام شعرا سے پیش کی گئی ہیں۔

{ **مُعَلِّمُ التَّرْكِيْب** } اس کتاب میں مفرد، مرکب، جملہ اور اس کے تمام قسموں اور صفتوں کی ترکیب کا طریقہ بتایا گیا ہے۔

{ **مدار نجات** } اس کتاب میں ایمان وکفر کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ ایک مسلمان کافر کیسے ہو جاتا ہے اور خاص طور پر اس پر بحث کی گئی ہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت خان قدس سرہ نے اسمٰعیل دہلوی کی تکفیر سے کف لسان کیوں فرمایا۔

{ **تہذیب الانشاء اول / دوم / سوم** } ان تینوں حصوں میں جدید الفاظ و مصطلحات کثرت سے استعمال کرنے کی کوشش کی گئی ہے، انشاء اللہ تعالیٰ ان کے پڑھنے والوں کو اخبار و رسائل کی زبان سمجھنے کے لیے لغت کی چنداں ضرورت نہیں پیش آئے گی اور عربی زبان میں بولنے اور لکھنے کی صلاحیت بہت جلد پیدا ہو جائے گی۔

{ **زاد آخرت** } اس کتاب میں مرض سے لے کر موت، نماز جنازہ، ایصال ثواب اور تعزیت تک کا بیان ہے، خاص طور پر میت کو جن باتوں سے فائدہ پہنچتا ہے ان کا ذکر کیا گیا ہے یا سوال نکرین سے محفوظ رہتی ہے، احادیث کریمہ کی روشنی میں ان کو بیان کیا گیا ہے۔

{ **سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم** } اس کتاب میں سرور کائنات کی مختصر